LIBERAL JOURNAL OF LANGUAGE AND LITERATURE REVIEW
LJLLR
An International Double-Blind Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN (Online): 3006-3175 | ISSN (Print): 3006-3167
Volume 5, Issue 7 September, 2026

EAST AND WEST AND ORIENTALISM: ISLAM–WEST RELATIONS IN THE CONTEXT OF EDWARD SAID

Prof. Dr. Rabia Sarfraz

Chairperson Department of Urdu and Oriental Languages Govt. College University, Faisalabad.

DOI: HTTPS://DOI.ORG/10.5281/ZENODO.23118940

Keywords
Orientalism, Edward Said, Representation, Othering, Islam and the West, Power, Knowledge.

Article History
Received: 01 June 2026
Accepted: 23 August 2026
Published: 29 September 2026

Copyright @Author
Corresponding Author: *
Prof. Dr. Rabia Sarfraz

Abstract

The relationship between the East and the West cannot be understood merely in terms of geographical difference; it is deeply connected with knowledge, representation, power, culture, colonialism, identity, and the construction of civilizational perceptions. This article examines Orientalism, particularly the relationship between Islam and the West, through the critical framework of Edward W. Said. Said's Orientalism (1978) demonstrates how the Orient was represented in Western academic, literary, cultural, and political discourse as the "Other," often through binary oppositions between the West and the East, reason and emotion, modernity and tradition, and civilization and backwardness. The study explores how such representations contributed to the construction of a particular image of the East and how knowledge production became interconnected with institutional authority and power. Special attention is given to the representation of Islam in Western discourse, where Islam has frequently been treated as a homogeneous and politically charged entity despite the historical, cultural, and social diversity of Muslim societies. The article also examines Said's Covering Islam (1981), particularly its analysis of the role of media, experts, and political discourse in shaping contemporary perceptions of Islam and the Muslim world. Furthermore, the study discusses concepts such as Othering, essentialism, representation, discourse, hegemony, and authority of representation. It also acknowledges major criticisms of Said's Orientalism and emphasizes the need for a balanced and critically informed reading of his work. Finally, the article considers the relevance of Said's framework to Urdu literary studies, contemporary media, digital Orientalism, and the question of self-representation in the twenty-first century.

مشرق و مغرب اور استشراق، اسلام اور مغرب کے تعلقات: ایڈورڈ سعید کے حوالے سے

آج کا ہمارا موضوع ''مشرق و مغرب اور استشراق، خصوصاً اسلام اور مغرب کے تعلقات ایڈورڈ سعید کے حوالے سے'' ہے۔ یہ موضوع محض مشرق اور مغرب کے جغرافیائی فرق کا مطالعہ نہیں بلکہ علم، نمائندگی، طاقت، ثقافت، استعمار، شناخت اور تہذیبی تصورات کے باہمی تعلق کو سمجھنے کی کوشش ہے۔ اس موضوع کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ مشرق، بالخصوص اسلامی دنیا، کے بارے میں مغربی علمی، ادبی، سیاسی اور ابلاغی تصورات نے نہ صرف مغربی ذہن کو متاثر کیا بلکہ مشرق کے بارے میں مشرقی معاشروں کی اپنی خود آگاہی پر بھی اثرات مرتب کیے۔

LIBERAL JOURNAL OF LANGUAGE AND LITERATURE REVIEW
An International Double-Blind Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN (Online): 3006-3175 | ISSN (Print): 3006-3167
Volume 5, Issue 7 September, 2026

پورے مباحثے کا مرکزی نام ایڈورڈ سعید (Edward W. Said) ہے، جن کی کتاب Orientalism پہلی مرتبہ 1978ء میں شائع ہوئی اور بعد ازاں مابعد نوآبادیاتی مطالعات، ادبی تنقید، ثقافتی مطالعات اور مشرقِ وسطیٰ کے مطالعے میں ایک بنیادی متن کی حیثیت اختیار کر گئی۔مشرق اور مغرب بظاہر دو جغرافیائی اصطلاحات ہیں، لیکن علمی اور تہذیبی سطح پر یہ اصطلاحات محض نقشے کی تقسیم نہیں رہتیں۔مغرب نے اپنے آپ کو اکثرOccident اور مشرق کو Orient کے طور پر متعین کیا۔ اس تقسیم میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ مشرق کو ایک یکساں، جامد اور بنیادی طور پر ''دوسرا'' یا Other بنا کر پیش کیا گیا۔

یعنی:ہم = مغرب وہ = مشرق ہم = عقل، ترقی، جدیدیت وہ = جذبات، روایت، جمود ہم = فعال وہ = منفعل
ہم = تہذیب وہ = تہذیب کا موضوع

ایڈورڈ سعید کے نزدیک یہی binary opposition یا ثنائی تقسیم استشراقی فکر کے بنیادی ڈھانچے میں شامل ہے۔ ان کے مطابق مغرب نے مشرق کو صرف دریافت نہیں کیا بلکہ علمی، ادبی، سیاسی اور ثقافتی نمائندگی کے ذریعے ایک مخصوص ''مشرق'' تشکیل بھی دیا۔سعید کی کتاب کا بنیادی سوال یہی ہے کہ ''مشرق'' کے بارے میں جو علم ہمارے سامنے موجود ہے، وہ کس نے پیدا کیا، کن اداروں نے اسے مستند بنایا اور اس کے پیچھے طاقت کے کون سے رشتے کارفرما تھے۔

"Orientalism is a way of coming to terms with the Orient that is based on the Orient's special place in European Western experience".(1)

Orientalismکا اردو متبادل عموماً استشراق ہے اور Orientalist کو مستشرق کہا جاتا ہے۔روایتی معنی میں مستشرق وہ مغربی عالم تھا جو مشرقی زبانوں، تہذیبوں، مذاہب، تاریخ، ادب اور معاشروں کا مطالعہ کرتا تھا۔اس لحاظ سے استشراق کا ایک علمی اور لغوی مفہوم ہےلیکن ایڈورڈ سعید نے Orientalism کو اس محدود معنی میں قبول نہیں کیا۔ ان کے ہاں استشراق کے کم از کم تین باہم مربوط مفاہیم سامنے آتے ہیں:

اول: مشرق کے بارے میں مغربی علمی مطالعہ۔دوم: مشرق اور مغرب کے درمیان ایک مخصوص ذہنی اور تہذیبی تقسیم۔

سوم: ایسا Discourseجس کے ذریعے مشرق کے بارے میں مخصوص علم، تصورات، تصاویر، مفروضات اور نمائندگیوں کو پیدا، منظم اور مستحکم کیا گیا۔

سعید خود استشراق کو محض کتابوں کا مجموعہ یا مغربی سازش قرار نہیں دیتے بلکہ اسے مختلف علمی، ادبی، ادارہ جاتی، سیاسی اور ثقافتی قوتوں کے باہمی تعلق سے پیدا ہونے والا ایک خطاب سمجھتے ہیں۔

"The Orient is not only adjacent to Europe; it is also the place of Europe's greatest and richest and oldest colonies, the source of its civilizations and languages, its cultural contestant, and one of its deepest and most recurring images of the Other".(2)

سعید کی تنقید ''مشرق کے مطالعے'' کے خلاف نہیں بلکہ اس طریقۂ مطالعہ کے خلاف ہے جس میں مشرق کو مغرب کے بنائے ہوئے سانچوں میں دیکھ کر اس کی نمائندگی کی جائے۔مشرق اور مغرب کا تعلق کوئی جدید واقعہ نہیں۔ یورپ اور اسلامی دنیا کے درمیان صدیوں سے مذہبی، سیاسی، تجارتی، علمی اور عسکری روابط رہے ہیں۔

قرونِ وسطیٰ میں اسلام یورپ کے لیے ایک بڑی مذہبی اور تہذیبی قوت تھا۔ مسلم دنیا کی علمی ترقی، فلسفہ، طب، ریاضی، فلکیات اور ادب سے یورپ کا واسطہ پڑا۔ دوسری طرف صلیبی جنگوں، اندلس، عثمانی سلطنت اور بحیرۂ روم کے سیاسی تعلقات نے بھی مشرق و مغرب کے باہمی تصورات کو تشکیل دیالیکن جدید استشراق کے منظم علمی ڈھانچے کو سمجھنے کے لیے اٹھارہویں اور انیسویں صدی خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ اس دور میں مشرق کے مطالعے نے زبان، تاریخ، مذہب، آثارِ قدیمہ، مردم شناسی، جغرافیہ اور ادب کے باقاعدہ علمی شعبوں سے تعلق پیدا کیا۔سعید کے مطالعے میں نپولین کی مصر آمد، فرانسیسی اور برطانوی علمی سرگرمیاں، عربی زبان و ادب کے مطالعات اور نوآبادیاتی انتظامیہ کے درمیان تعلق خاص اہمیت رکھتا ہے۔ Orientalismمیں انیسویں صدی کے فرانسیسی اور برطانوی استشراق کا تفصیلی تجزیہ موجود ہے۔

سعید کی فکر پر میشل فوکوکے تصور Discourse اور Power/Knowledge کے اثرات نمایاں ہیں، جبکہ گرامشی کے Hegemonyکے تصور سے بھی ان کا فکری تعلق ہے۔ مابعد نوآبادیاتی مطالعات کے تعارف میں بھی سعید کے استشراق کو فوکو اور گرامشی سے مربوط کیا جاتا ہے۔ فوکو کے ہاں علم محض غیر جانب دار معلومات کا ذخیرہ نہیں بلکہ معاشرے میں طاقت کے تعلقات سے بھی وابستہ ہوتا ہے۔سعید اسی تصور کو مشرق کے مطالعے پر لاگو کرتے ہیں۔مثلاً اگر کوئی طاقتور سلطنت کسی خطے کے بارے میں اس کی زبان کا مطالعہ کرے،اس کی تاریخ مرتب کرے،اس کے مذہب کی تشریح کرے،اس کے معاشرے کی درجہ بندی کرے،اس کے باشندوں کے مزاج کے بارے میں نظریات قائم کرے،اس کی سیاسی کمزوریوں کو بیان کرے،تو یہ تمام علم محض ''علم'' نہیں رہتا؛ یہ اس وقت طاقت سے مربوط ہو جاتا ہے جب اسے حکمرانی، انتظام، پالیسی سازی یا تہذیبی برتری کے لیے استعمال کیا جائے۔سعید کا استدلال یہ نہیں کہ ہر مستشرق جاسوس یا سامراجی ایجنٹ تھا؛ بلکہ یہ ہے کہ علم کی پیداوار کے ادارے بھی طاقت کے وسیع نظام سے مکمل طور پر الگ نہیں ہوتے۔

LIBERAL JOURNAL OF LANGUAGE AND LITERATURE REVIEW
LJLLR
An International Double-Blind Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN (Online): 3006-3175 | ISSN (Print): 3006-3167
Volume 5, Issue 7 September, 2026

"The relationship between Occident and Orient is a relationship of power, of domination, of varying degrees of a complex hegemony".(3)

سعید کے مطابق مغربی مصنفین نے مشرق کو صرف بیان نہیں کیا بلکہ اپنے ادب، سفرناموں، علمی کتابوں، سیاسی تحریروں، فنون اور بعد میں میڈیا کے ذریعے اس کی ایک مخصوص تصویر بنائی مثلاً مشرق کو کبھی پراسرار،غیر عقلی،جذباتی،شہوانی،غیر مہذب،جامد،آمرانہ،مذہبی جنون کا شکار،جدیدیت سے دورتصویر کیا گیا۔

"Orientalism is a style of thought based upon an ontological and epistemological distinction made between 'the Orient' and 'the Occident''(4)

یہاں مسئلہ یہ نہیں کہ مشرق میں ایسے مظاہر کبھی موجود نہیں تھے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیا ان مظاہر کو پورے مشرق کی مستقل اور بنیادی خصوصیت بنا دیا گیا؟یہی Essentialism ہے۔ Essentialismکا مطلب ہے کسی بہت متنوع معاشرے کو چند مستقل اور جامد خصوصیات میں محدود کر دینا۔مثلاًمسلمان ایسے ہوتے ہیں۔عرب ایسے ہوتے ہیں۔مشرقی ذہن ایسا ہوتا ہے۔اس طرح کے عمومی بیانات خطرناک ہیں کیونکہ وہ افراد، معاشروں، تاریخوں اور ثقافتوں کے اندر موجود تنوع کو ختم کر دیتے ہیں۔

"Orientalism is a manner of regularized writing, vision, and study dominated by imperatives, perspectives, and ideological biases ostensibly suited to the Orient".(5)

سعید کے نزدیک اسلام مغربی استشراقی تصور میں ایک خاص حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اسلام مغرب کے لیے صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک تاریخی، تہذیبی اور سیاسی ''دوسرے''کی حیثیت بھی اختیار کرتا رہا ہے۔اسلام کی ابتدائی فتوحات، اندلس، صلیبی جنگیں، عثمانی سلطنت اور یورپ کے ساتھ سیاسی مقابلہ اس تاریخی شعور کا حصہ بنے۔اس کے نتیجے میں مغربی ثقافت میں اسلام کے بارے میں بعض ایسی نمائندگیوں نے جگہ بنائی جن میں اسلام کو اکثر مغربی تہذیب کے مقابل ایک متبادل یا چیلنج کے طور پر دیکھا گیا۔یہی وجہ ہے کہ سعید کے لیے اسلام کے بارے میں مغربی گفتگو کو صرف مذہبی بحث سمجھنا کافی نہیں؛ اسے تاریخ، سیاست، استعمار، میڈیا اور عالمی طاقت کے تناظر میں بھی دیکھنا ضروری ہے۔اسلام اور مغرب کے تعلق کو سمجھنے کے لیے صرف Orientalism کافی نہیں۔ایڈورڈ سعید نے 1981ء میں اپنی اہم کتاب Covering Islam: How the Media and the Experts Determine How We See the Rest of the Worldشائع کی۔اس کتاب میں وہ خاص طور پر مغربی میڈیا، ماہرین، پالیسی سازوں اور اسلام کے بارے میں پیدا کیے جانے والے جدید تصورات کا جائزہ لیتے ہیں۔ کتاب میں ایران کے بحران اور مشرقِ وسطیٰ کے بارے میں امریکی میڈیا کی نمائندگی بھی زیرِ بحث آتی ہے۔یہاں سعید کے نظریے میں ایک اہم تبدیلی یا توسیع نظر آتی ہے:

Orientalism → علمی و ثقافتی نمائندگی اور Covering Islam → جدید میڈیا اور سیاسی نمائندگی

یعنی جو مسئلہ پہلے مستشرقین، ادیبوں، مورخین اور علمی اداروں کے ہاں تھا، وہ جدید دور میں اخبارات، ٹیلی وژن، ماہرین، سیاسی بیانات اور میڈیا ڈسکورس کے ذریعے بھی جاری رہ سکتا ہے۔ Covering Islamمیں سعید کا ایک نہایت اہم اعتراض یہ ہے کہ مغربی گفتگو میں Islam کو ایک انتہائی وسیع اور متنوع دنیا کے باوجود ایک واحد اور یکساں حقیقت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔حالانکہ اسلامی دنیا میں عرب معاشرے مختلف ہیں،ایرانی معاشرہ مختلف ہے،پاکستانی معاشرہ مختلف ہے،ترکی کا تاریخی تجربہ مختلف ہے،افریقی مسلم معاشرے مختلف ہیں،جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم معاشرے مختلف ہیں۔ان سب کو صرف ''Islam''کے ایک ہی تصور میں بند کر دینا سماجی اور تاریخی پیچیدگی کو کم کر دیتا ہے۔

"Islam is not a single, monolithic entity, but a complex and varied phenomenon".(6)

سعید کے نزدیک مغربی میڈیا نے کئی مواقع پر اسلام کو چند محدود سیاسی اور تہذیبی تصورات کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی۔Covering Islam میں وہ خاص طور پر میڈیا اور ماہرین کے ذریعے اسلام کی سادہ، عمومی اور بعض اوقات متعصب تصویر بنائے جانے پر بحث کرتے ہیں۔جب کسی مسلمان معاشرے کی خبر صرف دہشت گردی، انتہا پسندی، جنگ، مذہبی تنازع، عورت کے مسائل یا سیاسی بحران کے حوالے سے بار بار پیش کی جائے تو ناظر کے ذہن میں اس معاشرے کی ایک مخصوص تصویر بنتی ہے۔لیکن اگر اسی معاشرے میں جامعات، ادب، شاعری، سائنس، فنون، تعلیم،خاندانی زندگی،نوجوانوں کی ثقافت،خواتین کی علمی سرگرمیاں، معاشی سرگرمیاں بھی موجود ہیں مگر انہیں مسلسل نظر انداز کیا جائے، تو نمائندگی یک طرفہ ہو جاتی ہے۔یہی selective representation سعید کی تنقید کا بنیادی مسئلہ ہے۔ Otheringکا مطلب ہے کسی گروہ کو ''ہم'' سے الگ کرکے ''وہ'' بنا دینا۔مثلاًہم مہذب ہیں، وہ غیر مہذب ہیں۔ہم جدید ہیں، وہ قدامت پسند ہیں۔ہم عقل کے نمائندے ہیں، وہ جذبات کے۔ہم ترقی کے نمائندے ہیں، وہ جمود کے۔یہ تقسیم حقیقت کو پیچیدہ ہونے سے بچاتی ہے، لیکن علمی اعتبار سے مسئلہ پیدا کرتی ہے۔سعید کے نزدیک مغرب کی اپنی شناخت بھی کسی حد تک مشرق کی مخالفت یا مقابلے کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔یعنی Occidentکو سمجھنے کے لیے Orient کی تشکیل بھی ضروری ہو جاتی ہے۔اس لیے مشرق صرف مغرب کی نظر کا موضوع نہیں رہتا بلکہ مغرب کی اپنی تہذیبی شناخت کی تشکیل میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔

LIBERAL JOURNAL OF LANGUAGE AND LITERATURE REVIEW
An International Double-Blind Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN (Online): 3006-3175 | ISSN (Print): 3006-3167
Volume 5, Issue 7 September, 2026

گہرے اور نسبتاً مستقل تہذیبی مفروضے جو طویل عرصے تک قائم رہتے ہیں۔مثلاًمشرقی ذہن غیر عقلی ہے۔مشرقی معاشرہ جامد ہے۔مسلمان جدیدیت سے بنیادی طور پر مختلف ہیں۔کسی خاص دور، مصنف، کتاب، سیاسی واقعے یا تاریخی صورتِ حال میں ان تصورات کا واضح اظہار۔یہ فرق اس لیے اہم ہے کہ ایک خاص مصنف کا بیان بدل سکتا ہے، لیکن اس کے پیچھے موجود تہذیبی مفروضہ طویل عرصے تک برقرار رہ سکتا ہے۔سعید چونکہ بنیادی طور پر ادبی نقاد تھے، اس لیے ان کا استشراق صرف تاریخ یا سیاست کا مطالعہ نہیں۔وہ ادبی متون کو بھی طاقت اور نمائندگی کے نظام کا حصہ سمجھتے ہیں۔ناول، سفرنامہ، شاعری، ڈراما، پینٹنگ اور سیاسی تحریر — سب مشرق کی ایک تصویر تشکیل دے سکتے ہیں۔

یہاں ایک بنیادی سوال پیدا ہوتا ہے کہ متن مشرق کو صرف بیان کر رہا ہے یا مشرق کے بارے میں ایک مخصوص تصور پیدا بھی کر رہا ہے؟

مثلاً اگر کسی ناول میں مشرقی عورت کو ہمیشہ پردے، حرم، جنسیت اور مظلومیت کے ساتھ دکھایا جائے تو یہ صرف ایک کردار نہیں؛ یہ مشرقی عورت کی نمائندگی بن سکتی ہے۔اسی طرح اگر مسلمان کردار کو ہمیشہ متعصب، پرتشدد یا غیر منطقی دکھایا جائے تو یہ بھی ایک مخصوص cultural representation بن جاتی ہے۔یہاں ایک نہایت اہم تحقیقی سوال پیدا ہوتا ہے۔کون کس کو بیان کر رہا ہے؟اور اس کے بعدکس زبان میں بیان کر رہا ہے؟پھرکس ادارے کے اختیار سے بیان کر رہا ہے؟اور آخر میں''کسے اس بیان کو سچ ماننے کا اختیار حاصل ہے؟

یہی سوال سعید کے نظریے کو محض مغرب نے مشرق کے خلاف لکھا کے سادہ فارمولے سے بہت آگے لے جاتا ہے۔ان کا اصل مسئلہ authority of representation یعنی نمائندگی کے اختیار کا ہے۔یہ کہنا درست نہیں کہ سعید کے مطابق ہر مغربی مستشرق غلط تھاامغربی علمی تحقیق کی کوئی علمی قدر نہیں۔یہ سعید کے نظریے کی ضرورت سے زیادہ سادہ تعبیر ہوگی۔خود Orientalismکی بحث میں سعید استشراق کو ایک پیچیدہ علمی، ادبی اور ادارہ جاتی نظام کے طور پر دیکھتے ہیں، نہ کہ محض ایک واحد سازش کے طور پر۔بلکہ سوال یہ ہونا چاہیے کہ کس علمی متن میں کون سا تصورِ مشرق پیدا کیا گیا؟اس تصور کے تاریخی اور ادارہ جاتی اسباب کیا تھے؟اس میں طاقت کا کردار کیا تھا؟مصنف کی نمائندگی کتنی متنوع یا کلیشائی ہے؟یہ زیادہ مضبوط تحقیقی طریقہ ہے۔

برنارڈ لوئس نے سعید کے استشراق کے تصور پر سخت اعتراضات کیے۔ ان کے مطابق سعید نے Orientalism کے دائرے کو محدود کرکے بالخصوص عرب دنیا اور مشرقِ وسطیٰ پر زیادہ توجہ دی اور بہت سے علمی مطالعات کی حقیقی علمی قدر کو مناسب طور پر نہیں پرکھا۔ لوئس کے نزدیک کسی علمی روایت میں تعصب کا امکان اپنی جگہ، مگر علمی نتائج کی جانچ بھی ضروری ہے۔ کیا کسی علم کی سیاسی تاریخ اس کے تمام علمی نتائج کو باطل کر دیتی ہے؟اس سوال کا جواب خود بخود ''ہاں'' یا ''نہیں'' نہیں دیا جا سکتا؛ ہر متن اور ہر علمی روایت کو الگ سے پرکھنا ہوگا۔بعد کے ناقدین نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ سعید بعض اوقات West اور East کو خود نسبتاً بڑے اور یکساں تصورات کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

یعنی جس دوئی کو وہ مغربی استشراق میں تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، کیا کہیں کہیں ان کی اپنی بحث بھی ''مغرب بمقابلہ مشرق'' کی بڑی تقسیم پیدا نہیں کرتی؟مابعد نوآبادیاتی تنقید میں سعید کے نظریے کے بارے میں یہ اعتراضات بھی سامنے آئے کہ انہوں نے بعض اوقات مغربی علمی روایت کی داخلی پیچیدگیوں، اختلافات اور مثبت علمی contributions کو کم جگہ دی۔ مختلف ناقدین نے ان کے فوکو سے اخذ کردہ تصور، humanism، اور مغرب کی وحدت کے تصور پر بھی سوال اٹھائے ہیں۔یہ اعتراضات سعید کو رد کرنے کے بجائے ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ

سعید کو خود ایک نظریاتی متن کے طور پر بھی تنقیدی طور پر پڑھا جانا چاہیے۔تنقیدوں کے باوجود Orientalism نے ایک بنیادی سوال کو علمی دنیا کے مرکز میں پہنچایا۔مشرق کے بارے میں علم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟اس سوال کے بعد محقق صرف متن نہیں پڑھتا بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے۔مصنف کون ہے؟اس کا تاریخی زمانہ کیا ہے؟وہ کس ادارے سے وابستہ ہے؟اس کا مخاطب کون ہے؟وہ کن مصادر پر اعتماد کرتا ہے؟وہ کن چیزوں کو نظر انداز کرتا ہے؟وہ ''ہم'' اور ''وہ'' کی تقسیم کیسے بناتا ہے؟اس کی زبان میں کون سے stereotypes موجود ہیں؟متن کے پیچھے کون سا سیاسی یا تہذیبی context ہے؟یہی وجہ ہے کہ سعید کا نظریہ ادبی تنقید کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوا۔

ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ مغرب نے اردو اور ہندوستان کو کس طرح دیکھا؟ہندوستانی تہذیب کو کس طرح represent کیا؟مسلمانوں کی تاریخ کو کس طرح بیان کیا؟برطانوی نوآبادیاتی عہد میں مسلمان کی تصویر کیا تھی؟اردو ادب نے مغربی نمائندگی کا جواب کیسے دیا؟کیا ہمارے اپنے ادب میں بھی ''مغرب'' کی کوئی مخصوص اور جامد تصویر موجود ہے؟یہ آخری سوال بہت اہم ہے۔اگر ہم سعید کو صرف ''مغرب پر تنقید'' کے لیے استعمال کریں تو ہم ان کے نظریے کی گہرائی کم کر دیتے ہیں۔اصل طریقۂ کار یہ ہے کہ ہر representation کا تجزیہ کیا جائے — خواہ وہ مغرب کی مشرق کے بارے میں ہو یا مشرق کی مغرب کے بارے میں۔اردو کے محققین درج ذیل موضوعات پر سعید کے نظریے کو استعمال کر سکتے ہیں:

1- اردو سفرنامے میں مغرب کی تشکیل
2- نوآبادیاتی اردو ادب میں انگریز کی نمائندگی

LIBERAL JOURNAL OF LANGUAGE AND LITERATURE REVIEW
An International Double-Blind Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN (Online): 3006-3175 | ISSN (Print): 3006-3167
Volume 5, Issue 7 September, 2026

اردو ناول میں مشرق و مغرب کی ثنائی تقسیم
4- اردو صحافت میں مغرب اور اسلام کا تصور
5- اردو تراجم میں مغربی تہذیب کی نمائندگی
6- استشراق اور اردو افسانے میں مسلمان کردار
7- اردو ادب میں مشرقی عورت کی تشکیل
8- مغربی ادب کے اردو تراجم میں تہذیبی نمائندگی
9- اکیسویں صدی کے اردو میڈیا میں اسلام کی نمائندگی
10- سوشل میڈیا کے عہد میں Orientalism اورIslamophobia

یہاں سعید کا نظریہ محض ایک نظریاتی باب نہیں رہتا بلکہ تحقیقی methodology بن جاتا ہے۔
آج استشراق کو صرف انیسویں صدی کے مستشرقین تک محدود کرنا درست نہیں۔
آج فلم،Netflix، YouTube ، اخبارات، ٹیلی وژن، سوشل میڈیا،AI-generated images، memes، documentaries ، digital journalismبھی ثقافتی نمائندگی پیدا کرتے ہیں۔اس لیے آج ایک نیا تحقیقی سوال سامنے آتا ہے:
یعنی ڈیجیٹل میڈیا میں مشرق، عرب، مسلمان، پاکستانی، ایرانی یا اسلامی تہذیب کی نمائندگی کس طرح کی جاتی ہے؟اسی طرح ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ مسلمان معاشرے خود اپنی self-representation کیسے کر رہے ہیں۔یہاں سعید کا نظریہ ایک نئی جہت اختیار کرتا ہے:
Representation from outsideکے ساتھSelf-representation from withinکا مطالعہ بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ایک اہم علمی احتیاط یہ بھی ہے کہ Orientalism اور Islamophobia کو مکمل طور پر مترادف نہ سمجھا جائے۔اسلاموفوبیا بنیادی طور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوف، تعصب یا منفی رویوں کی ایک جدید سماجی و سیاسی اصطلاح ہے، جبکہ سعید کا Orientalismایک زیادہ وسیع علمی، ثقافتی، ادبی اور نمائندہ نظام کا تصور ہے۔دونوں کے درمیان تعلق ہو سکتا ہے، لیکن دونوں ایک ہی چیز نہیں۔اسی طرح ہر مغربی تنقید اسلام کو Orientalism کہنا بھی درست نہیں۔
ایڈورڈ سعید کا سب سے اہم سوال شاید یہ نہیں کہ مغرب مشرق کے بارے میں کیا سوچتا ہے؟بلکہ زیادہ گہرا سوال یہ ہے کہ مغرب کو مشرق کے بارے میں یہ خاص تصور رکھنے کے قابل بنانے والا علمی اور ثقافتی نظام کیا تھا؟اور اس کے بعدکیا مشرق کو اپنے بارے میں خود بولنے کا اختیار حاصل تھا؟یہی voice, representation and authority کا مسئلہ ہے۔آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشرق و مغرب کا تعلق صرف دو جغرافیائی خطوں کا تعلق نہیں بلکہ دو تہذیبی تصورات، علمی روایتوں اور طاقت کے نظاموں کے باہمی تعلق کا مسئلہ بھی ہے۔
ایڈورڈ سعید نے Orientalism کے ذریعے یہ دکھانے کی کوشش کی کہ مغرب نے مشرق کے بارے میں جو علم پیدا کیا، اسے محض غیر جانب دار علمی معلومات کے طور پر نہیں پڑھا جا سکتا؛ اس کے اندر تاریخی حالات، نوآبادیاتی تعلقات، علمی ادارے، سیاسی مفادات اور تہذیبی تصورات بھی کارفرما ہو سکتے ہیں۔Covering Islamمیں یہی بحث جدید میڈیا، ماہرین اور سیاسی discourse تک پہنچتی ہے، جہاں اسلام کو بعض اوقات ایک پیچیدہ اور متنوع تہذیب کے بجائے ایک واحد سیاسی یا تہذیبی شے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔
لہٰذا ایک متوازن علمی نتیجہ یہ ہوگا کہ استشراق کا مطالعہ ہمیں مغرب کو صرف مسترد کرنا نہیں سکھاتا؛ بلکہ یہ سکھاتا ہے کہ کسی بھی ثقافت کے بارے میں بننے والے علم، زبان، نمائندگی اور مفروضات کو تنقیدی نگاہ سے کیسے پڑھا جائے۔اور یہی سعید کی فکر کی اصل علمی معنویت ہے۔مشرق کو صرف دوسروں کی نظر سے نہ پڑھا جائے؛ مشرق کو اپنی تاریخ، اپنی آواز، اپنی زبان اور اپنی خود نمائندگی کے ساتھ بھی پڑھا جائے۔

REFERENCES

1.Said, Edward W. Orientalism. Routledge & Kegan Paul, 1978, p. 10.
2.Said, Edward W. Orientalism. Routledge & Kegan Paul, 1978, pp. 11–12.
3.Said, Edward W. Orientalism. Routledge & Kegan Paul, 1978, p. 21.
4.Said, Edward W. Orientalism. Routledge & Kegan Paul, 1978, p. 27.
5.Said, Edward W. Orientalism. Routledge & Kegan Paul, 1978, p. 51.
6.Said, Edward W. Covering Islam,Pantheon Books, 1981.p42.